مجلہ تحریک طالبان پاکستان

11

جمادی الثانی 1444ھ بمطابق جنوری 2023ء

- باجوہ صاحب، ذرا رُک جاتے!
- فوج یا اینٹی اسلامک فورس؟
- خیبر پختونخوا میں دہشت گردی کے نام جلسے جلوسوں سے متعلق ...







Umar Media

http://www.umarmedia.me

https://t.me/TTPmagazine

فہرست مضامین

اداریہ

گزشتہ سال کی کارروائیوں کے بڑھتے گراف اور ماہ دسمبر کی ۶۹ کارروائیوں "خصوصا معرکہ بنوں" اور اسلام آباد کے استشہادی حملے سمیت بڑے بڑے حملوں نے یہ ثابت کر دیا کہ ہم یہ جنگ پاکستان کی سرزمین سے ہی لڑ رہے ہیں ۔نہ تو اسلام آباد میں کوئی غیر ملکی گھس آیا تھا اور نہ ہی بنوں کینٹ میں کہیں اور سے کوئی آیا ہے، تو کیا اس کا صاف مطلب یہی نہیں ہے کہ یہ جنگ اس ملک کے اندر سے ہی لڑی جارہی ہے؟

بعض کارروائیوں کی وجہ سے جب پاکستانی فوج و حکومت کی ناک کٹتی ہے تو یہ میدان جنگ میں ہارنے کے بعد یہ پروپیگنڈا کرنے لگتے ہیں ۔ کہ ہمارے خلاف افغانستان کی سرزمین استعمال ہورہی ہے،اس پروپیگنڈے میں کوئی حقیقت نہیں ہے ۔

اب چونکہ پاکستانی فوج و حکومت کی گھٹیا چالیں، قوم پر بے پناہ مظالم اور اسلام دشمنی سب پر واضح ہو چکی ہے اور تحریک طالبان پاکستان کی پالیسی بھی نہایت واضح ہے کہ ہمارا کوئی خارجی ایجنڈا نہیں ہے ۔ہم نے اپنا مقدس جہاد پاکستان ہی کی سرزمین اور اپنے غیور و با احساس اقوام کی تعاون سے جاری رکھا ہوا ہے ۔یہی وجہ ہیکہ پاکستانی حکومت بو کھلاھٹ کا شکار ہے اور انکی کوئی چال کارگر ثابت نہیں ہورہی ہے ۔

آپ نے دیکھا کہ کس طرح بیرون ممالک کو ڈرا کر ان سے الرٹ جاری کروائے گئے تاکہ ایک بار پھر ڈالر بٹورنے میں کامیاب ہوں ۔ مگر اب دنیا کا بھی ان خائنین دین وملت پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے ۔

نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری ۔

آپ نے اس سال اور دسمبر کے مہینے کی کارروائیوں کی رپورٹس دیکھ لی ہوں گی کہ للہ الحمد کارروائیوں میں کیفیت اور جعرافیائی لحاظ سے خاطر خواہ وسعت آئی ہے ۔ان علاقوں کو بھی دیکھ لیں جہاں فعالیت زیادہ ہوئی ہے، تو آپ جان جائیں گے کہ پاکستان کی وزارت داخلہ اور فوج کا افغانستان کی سرزمین کے استعمال کا بیانیہ مکمل طور پر بے بنیاد اور غلط ہے ۔

تحریک طالبان پاکستان کی حالیہ پالیسیوں کو دیکھتے ہوئے ہم یقین سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ عنقریب اہلیان پاکستان انہی مناظر کے شاہد ہونگے، جو مناظر افغانستان کے غیور ملت نے ڈیڑھ سال قبل دیکھے تھے ۔

واللّٰہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لایعلمون ۔

باجوہ صاحب، ذرا رُک جاتے!

مولانا خالد قریشی عفی عنہ

آج سے تقریباً چھ سال قبل باجوہ صاحب جب آرمی چیف بنے تو ہم نے اس کے بارے میں سوچا اور بحث مباحثہ کیا کہ یہ کیسا آدمی ہوگا کیونکہ اس کا نام اسے پہلے ہم نے نہیں سنا تھا" بعض ساتھیوں نے مثبت اور بعض نے منفی اظہار رائے کیا" پھر جب اس نے آپریشن ردّ الفساد کا اعلان کیا تو ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ یہ بندہ خودپسندی کا شکار ہے، سوال کرنے پر جواب ملا کہ جب فوج نے ملک بھر کیلئے ایک بار" دہشتگردی" کے خلاف آپریشن ضرب عضب کا اعلان کیا ہے تو پھر ایک اور آپریشن کرنے کی کیا ضرورت پڑی؟ بات ذرا سی مدلل تھی مگر پھر بھی ہم کسی آرمی چیف کے بارے میں اس طرح نہیں سوچ سکتے تھے بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ اس وقت اس باب میں ہماری معلومات ناقص تھیں اور عمر بھی کم، ہمیں کیا معلوم تھا کہ "پاک آرمی" میں کرپشن، خودپسندی، شر و فساد اور اختلافات کی بھرمار ہے۔

بہر حال پھر جب ہم نے میڈیا کے ذریعے دیکھا کہ جنرل صاحب ملکی معاملات میں بھی مداخلت کر رہے ہیں۔ چینی سفیر ہو یا امریکی فوجی عہدیدار، بیرونی دورہ ہو یا کوئی اور پاکستان کے دورے پر آئے، کاروباری سلسلہ ہو یا جنگی، سب کا سب باجوہ صاحب سنبھالتے تھے۔ آپ نے سوشل میڈیا پر ان کی ایک تصویر بھی دیکھی ہوگی جہاں اس کے ساتھ وزیر اعظم سے لیکر آرمی چیف تک پانچ چھ عہدوں کے نام لکھے گئے ہیں، یہ حقیقت کے بہت قریب کی تصویر تھی۔ ان چیزوں کو دیکھ کر بھی ہم نے اس کی خودپسندی کا مشاہدہ کیا۔

باجوہ صاحب اس وقت آرمی چیف بنے جب بڑے زور و شور سے یہ دعویٰ ہو رہا تھا کہ

'دہشتگردوں کی کمر ٹوٹ چکی ہے'

اس کی سوچ شاید یہ تھی کہ اب میں ایسی بادشاہی کروں گا کہ ملک بھر میں امن کا نام لیکر لوگ باجوہ باجوہ ہی پکاریں گے اور مجھے تاریخ میں بہادر کے نام سے یاد کیا جائے گا، مگر خدائے قہار ذوالجلال کو کچھ اور ہی منظور تھا اور خیبر تا کراچی قبائل سمیت لاہور و کراچی جیسے بڑے بڑے شہروں میں اللہ کے شیر ایسے دھاڑے کہ ان کے دعوے دھرے کے دھرے تو رہ ہی گئے، دنیا اور اپنی قوم کے سامنے جھوٹے بھی ثابت ہوئے، ایسے شرمندہ ہوئے کہ ان کے چہرے دیکھنے کے قابل تھے۔

کچھ عرصہ بعد جب باجوہ صاحب بہت ہی زیادہ مصروف تھے اور ملک کے اندرونی و بیرونی کاموں میں مداخلت کرتے کرتے انہیں وقت کا پتہ ہی نہیں چلا اور دیکھتے ہی دیکھتے تین سال پورے ہوگئے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ ایک ایسے بندے نے جس نے تمام کا تمام قانون ہاتھ میں لے رکھا ہے، کئی سارے کام اکھٹے شروع کر رکھے ہیں اور قانونی طور پر اس کے جانے کا وقت ہوا تو کیا وہ اس ایک قانون کو نہیں ٹکرا سکتا؟ ایسی لات مارے گا کہ پتہ ہی نہیں چلے گا کہ لات کہاں پڑی؟ اور مار بھی لی، اس کیلئے اس نے مشرف اور کیانی وغیرہ جیسے اکابرین کے قدم پر قدم رکھا اور لے لی ایکسٹینشن۔

پاکستان بننے کے بعد اس کا سب سے بڑا مسئلہ "مسئلہ کشمیر" رہا ہے۔ باجوہ صاحب کے زمانے میں پاکستانیوں کو یہ دن بھی دیکھنے پڑے کہ انڈیا نے اپنے ماتحت (مقبوضہ) کشمیر کی علیحدہ حیثیت کو ختم کر کے اپنے بند و بستی علاقے میں شامل کر لیا۔

باجوہ صاحب کی قسمت یہاں بھی دیکھئے کہ اس نے جسے سلیکٹ کیا اور اپنے گٹھ جوڑ اور منصوبوں کو آگے لیجانے کیلئے جگہ جگہ اپنے بندے نصب کیے اور چار سال تک اس میں کامیاب بھی رہے

مگر سلیکٹڈ حکومت نے جب اپنے ہی سلیکٹرز میں تو تو میں میں دیکھی اور انہیں اندازہ ہو گیا کہ انہوں نے تو ہمیں بے جا استعمال کیا، تو ان کے خلاف ہو گئے اور نتیجتاً انہیں حکمرانی سے ہاتھ دھونا پڑے اور لگے سابقہ سلیکٹرز سے زبانی مقابلہ کرنے اور ان کا یہ مقابلہ اب شاید بہت لمبا چلے جس کے تناظر میں اب شاید ہی انہیں حکمرانی ملے۔

بتانے کا مقصد یہ تھا کہ ان چھ سالوں کے دوران خود کو یہ ثابت کرنے کی کوشش کی اور عملاً بھی ایک حد تک دکھایا کہ ملک کو میں چلا رہا ہوں، میں چاہوں تو کسی کو قتل بھی کر سکتا ہوں اور کسی کو زندگی بھی دے سکتا ہوں، میں چاہوں تو حکومت آئے گی اور میں چاہوں تو جائے گی۔ تو میں انہیں بتلانا چاہتا ہوں کہ باجوہ صاحب...! ابھی ملک نہیں بنا...

معیشت خراب ہے... داخلہ و خارجہ روابط خراب ہیں...

احتجاجوں و مظاہروں کی بھرمار ہے...

فوج میں بھی اختلافات ہیں...

لاپتہ افراد کا مسئلہ حل نہیں ہوا...

ماورائے عدالت قتل جاری ہے...

کشمیر انڈیا کے ہاتھ میں ہے...

ہمارے فضائی حدود استعمال ہو رہے ہیں...

یعنی کہ آپ کے کرنے کا کام تو ابھی باقی تھا اور باجوہ صاحب...! سب سے بڑا مسئلہ تو اب بھی برقرار ہے بلکہ پچھلے چار سالوں کے مقابلے میں بڑھ چکا ہے، جسے آپ 'دہشتگردی' کا مسئلہ کہتے ہیں تو اس کا حل بھی آپ کے قاعدے کے مطابق آپ ہی ہیں، لہذا، ذرا رک جاتے 'آسٹریلیا یا سعودیہ جانے میں جلدی نہ کرتے' اور ایکسٹینشن کیلئے نئی حکومت کے ساتھ مل کر قانونی راہ ہموار کر کے ایک مرتبہ پھر تین سال گزار لیتے۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ.

(رواہ مسلم)

ترجمہ:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی نیک کام کی طرف (کسی بندے کی) رہنمائی کی تو اس کو اس نیک کام کے کرنے والے بندے کے اجر کے برابر ہی اجر ملے گا۔ (صحیح مسلم)

عَنْ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ.

(رواہ الترمذی)

ترجمہ:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرماتے تھے کہ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے۔

(جامع ترمذی)

پاک فوج یا اینٹی اسلامک فورس؟

نوید الحسن یوسف زئی حفظہ اللہ

گزشتہ چند دنوں میں پاکستان ایک میدان جنگ بن چکا ہے وہ مارچ مظاہروں کی شکل میں ہو یا پھر سوشل اور الیکٹرانک میڈیا پر الزام تراشی اور بذریعہ الفاظ ایک دوسرے کی ماں بہن ایک کرنے کی شکل میں ہو۔ اس نازک صورتحال کو دیکھتے ہوئے بندہ عاجز نے کچھ تضادات قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ شعوری یا غیر شعوری طور پر اس روشن خیال طبقے میں اسلام کے ساتھ ہوتے چلے آرہے ہیں۔

ارشد شریف کا جو واقعہ سامنے آیا تو پورا میڈیا بس ارشد شریف شہید کا گانا گارہے تھے کسی نے کس پر الزام لگایا تو کسی نے کس پر اگرچہ سارا معاملہ صاف ظاہر ہے کہ کس نے مارا وہ تو ان کا اپنا معاملہ ہے حقیقت جو بھی ہے اس پر بات نہیں کرتے لیکن غرض اس شہید لفظ سے ہے کہ اس کو شہید کیوں کہا گیا؟

کیا وہ بھارت کے ساتھ لڑتے ہوئے مارا گیا؟

کیا وہ امریکیوں کو مارتے ہوئے مارا گیا؟

کیا وہ کسی میدان جنگ میں مارا گیا؟

کس وجہ سے اس کو شہید کا لقب دیا جارہا ہے؟ اور اس کی بیگم جو کہ فوج کی انتہائی درجے کی سپورٹر ہے اس کو اللہ کی راہ میں شہید لکھتی ہیں، اس کو خواب میں دیکھتی ہے کہ خالد بن ولید نے اس کو تلوار دیا وغیرہ... اور الزام بھی فوج اور آئی ایس آئی پر لگا رہے ہیں سب۔ اس نے فوج کے ان رازوں کو افشاں کرنے کی کوشش کی جو بے خبر عوام اور میڈیا سے چھپے تھے فوج نے اس کو مارا وہ شہید ہوگیا بلکہ اعلیٰ درجے کا شہید۔ دوسری طرف طالبان تو ان حقائق کو سامنے لانے کی کوشش کرتے ہیں جو علی الاعلان فوج نے کیے ہیں جس کی ویڈیوز موجود ہیں پھر بھی اگر طالبان کو مارا جاتا ہے تو وہ ہلاک اور بعض چیلوں کے بقول جہنم واصل ہوتے ہیں۔

ارشد شریف کا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا کہ ڈی جی آئی ایس پی آر اور ڈی جی آئی ایس آئی کو مشترکہ کانفرنس کرنا پڑا اور اپنی لاتعلقی ظاہر کرنے کی کوشش کی جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ پھر اچانک عمران خان کے لانگ مارچ کا اعلان اور پھر اسی مارچ کو حملے کا نشانہ بنانے کی کوشش جس میں ایک ہلاک اور عمران خان سمیت کئی لوگ زخمی ہوئے، نے ایک اور تنازعہ کھڑا کیا۔ اب یہ حملہ کیا گیا یا کروایا گیا یہ ایک الگ باب ہے بات ہم کریں گے حملے کے بعد کی۔

یہاں سے پھر کھلم کھلا فوج کے خلاف بیانات آنا شروع ہوئے اور گالم گلوچ کا سلسلہ عروج پر پہنچا براہ راست فوجی افسران کے نام بھی لیے گئے کہ فلاں فلاں کو عہدوں سے ہٹایا جائے بعض تو یہ بھی کہتے ہیں کہ تمہیں ٹکر کے لوگ نہیں ملے! ٹکر کے لوگ ان کو طالبان کی شکل میں ملے ہیں مگر وہ اسلام کے نام پر ٹکر مارنے لگے ہیں جو کہ اس رائل انڈین آرمی کیلئے برداشت کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ کرائے کے قاتل صلیبی اتحادی ہیں ان کو ہر حال میں ان سے نمٹنا ہے۔ دوسری طرف جو ٹکر کے لوگ ملے ہیں وہ بھی مغربی کلچر کو عام کرنے اور فحاشی و عریانی پھیلانے پر تلے ہوئے ہیں جس پر ان کے آقا لوگ بھی خوش ہیں اس لئے فوج کیلئے مشکل ہے کہ ان کا مقابلہ کرے بس صرف پریس کانفرنس میں منہ بنا کے لاتعلقی ظاہر کرتے ہیں۔

سوات، دیر، بونیر سمیت پورے قبائل اور بلوچستان میں اسی ناپاک فوج نے بے چارے عوام کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اسے لکھنے سے قلم شرما جائے گا۔ عورتوں اور بچوں کی چیخ و پکار کی ویڈیوز، ان کے کالے کرتوتوں کی ویڈیوز سوشل میڈیا پر گردش کر رہی ہیں مگر کسی سیاسی پارٹی مذہبی پارٹی یا صحافی برادری کو ایک لفظ بھی

لکھنے کی ہمت نہیں ہوئی اور جب اعظم سواتی پریس کانفرنس کے دوران روپڑے تو پورا میڈیا حرکت میں آگیا اور فوج کو تنقید کا نشانہ بنایا مطلب یہاں بس یہی اشراف لوگ انسان ہیں باقی عوام نا تو انسان ہیں نا ان کی کوئی عزت ہے۔

بھر حال یہ تو شروع سے ایسا ہی چلا آرہا ہے، یہاں صرف فوجی جرائم پر بات کرلیں گے کہ یہ اعظم سواتی والا واقعہ کوئی انہونی بات نہیں ہے اور نا ہی پہلی بار ایسا ہوا ہے یہ تو بس اعظم سواتی کی مہربانی تھی کہ پریس کانفرنس کیا ورنہ بقول شہباز گل اسی گھر میں یہ سارے ریٹائر اور موجود حاضر سروس ججز بھی رہ چکے ہیں اس کا مطلب ویڈیوزان سب کی بھی بنی ہوگی اسی لئے تو رات بارہ بجے بھی بے چارے ججز سماعت کیلئے حاضر ہوتے ہیں ورنہ تو عام حالت میں یہ لوگ مقررہ وقت پر بھی کورٹ میں آئیں تو عوام اس کو اپنے اوپر احسان سمجھتا ہے۔

پاکستان میں فوج ہمیشہ سے ڈالر کیلئے کام کرتی چلی آرہی ہے اور اپنا اثر ورسوخ برقرار بھی رکھتے ہیں جس کیلئے ان کو لاشوں سے ہی گزرنا پڑتا ہے، ایک موضوع کو دبانے یا کمزور کرنے کیلئے دوسرا موضوع بناتے ہیں تاکہ لوگوں کا دھیان دوسری طرف مڑ جائے۔
لانگ مارچ پر حملے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بولان میں آپریشن کیا گیا جس میں عورتوں اور بچوں کو بھی شہید کیا گیا اور عزت مآب ماؤں بہنوں کو اٹھاکے بھی لے گئے۔ اسی طرح سوات میں کاروباری تنازعہ پر باپ اور بیٹے کو قتل کرکے ان کو دہشت گرد قرار دیا گیا اور جب احتجاج شروع ہوا اور حقیقت سامنے آگئی تو اس موضوع کو دبانے کیلئے سوات ہی کے علاقے چارباغ میں سکول وین پر حملہ کروایا اور اس کو بھی طالبان کے اوپر ڈالنے کی ناکام کوشش کی۔
اسی طرح ان کے کرتوتوں کو لکھنے بیٹھیں گے تو الفاظ ختم ہوجائیں گے اعر کتابیں بھر جائیں گی بس مشت نمونہ خروار یاد دہانی کی کوشش کی ہے کہ یہ فوج اسلام سے تو کوسوں دور ہے لیکن ملک کیلئے بھی سب سے بڑا خطرہ ہے۔ بدنام زمانہ بین الاقوامی تنظیم فری میسن کی اولین کوشش یہی ہوتی ہے کہ کسی ملک کو قابو کرنے کیلئے ان کی سول اور عسکری قوت کو ہاتھ میں لیتے ہیں اور اس کیلئے وہ دولت اور عورت کا استعمال کرتے ہیں جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ عسکری قیادت غیر ملکی ایجنڈے پر کام کررہی ہے اور سول قیادت ان کے آگے بے بس ہے۔
کچھ ہی دن پہلے پاکستان کے ایک بااثر مذہبی رہنما سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، بات چیت کے دوران اس نے ہنستے ہوئے پوچھا کہ آپ لوگوں کی باتیں سن کے مجھے تسلی ہوئی ہے کہ آپ کا موقف بالکل حق ہے لیکن اس طرح پاکستان کو کمزور کرنا بھی تو...
میں نے بھی بلا تکلف معذرت کے ساتھ کہہ دیا کہ:
حاجی صاحب!
اس کی ہمیں بالکل بھی ضرورت نہیں رہی اس کیلئے فوج ہی کافی ہے اور یہ سیاسی پارٹیاں ان کو مکمل طور سپورٹ کرتی ہیں وہ شعوری طور پر ہو یا غیر شعوری طور پر لیکن فوج کی ملک خلاف پالیسی کو تقویت دے رہی ہیں۔ وہ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا کہ خیر وہ تو اقتدار کیلئے ذلیل ہورہے ہیں۔ لیکن میں سمجھ گیا کہ ان کا مقصد یہ نہیں تھا لیکن ملک کے ساتھ محبت کی وجہ سے اس بات کو ماننے کی ہمت نہیں کر رہے تھے۔ بھر حال پاکستانی غیور قوم اب ان کی اصلیت کو جان گئے ہیں ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ اس کا حل نہ تو احتجاجی مظاہرے یا لانگ مارچ ہے اور نا ہی راز افشاں کرنے کا کوئی فائدہ ہے بس ایسے ہی سلیم شہزاد سے لے کر ارشد شریف تک کی طرح ایک ایک کرکے مارے جائیں گے۔ اس کا واحد حل مسلح قیام ہے آپ کو ایک تیار پلیٹ فارم تحریک طالبان کی شکل میں ملا ہے ان کی کسی نہ کسی طریقے سے مدد کیجیئے وہ اسلحہ اٹھاکے شامل ہونا ہو یا ان کیلئے اسلحے کا بندوبست کرنا ہو یا مالی معاونت ہو اگر کچھ بھی بس میں نہ ہو تو ان کی مخالفت چھوڑ کر ان کیلئے دعائیں مانگیں اور اس پیارے ملک پر مسلط اس ناسور سے چھٹکارا حاصل کریں۔

پاکستان میں مسلح قیام اکابر علماء دیوبند و مشائخ عظام کی امیدوں کی تکمیل ہے دوسری قسط

مفتی غفران حفظہ اللہ

مفتی اعظم پاکستان محسن ملت مولانا مفتی محمودؒ کی جامعہ عثمانیہ شیر شاہ کراچی میں آخری تاریخی تقریر سے اقتباسات اور ان کے مختصر دور حکومت کی ایک جھلک

محدث کبیر، مفتی اعظم پاکستان، داعئِ اسلامی انقلاب، شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ ملت اسلامیہ کا روشن ستارہ، ملک و ملت کے عظیم محسن، عالم اسلام کے ایک عظیم رہنما، ایک عالمگیر تحریک، ہر میدان کے شہسوار، علم و حکمت کے پہاڑ، ہر مظلوم کا خیر خواہ اور ظالم کے لئے سیف بے نیام، جو بیک وقت مفتی اعظم، شیخ الحدیث والتفسیر مجدِ دوقت، میدان سیاست کے بے تاج بادشاہ اور اتحاد امت کی علامت تھے۔

یہاں حضرت مفتی صاحب کی زندگی کی آخری تاریخی تقریر کا کچھ حصہ قارئین کے استفادہ کے لئے ضروری سمجھا گیا، جو انہوں نے ۶ جون ۱۹۸۰ء کو جامعہ عثمانیہ شیر شاہ کراچی کے یوم تاسیس کے موقع پر جامع مسجد طور شیر شاہ میں ایک عظیم الشان اجتماع میں کی تھی۔

خطبہ مسنونہ کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا: ہم نے اپنی زندگی کا مقصد طے کر لیا ہے، یا تو اسلام کا نظام عدل پاکستان میں حاصل کر کے رہیں گے یا پھر اپنی جان دیدیں گے۔ تیسرا درمیان میں کوئی راستہ نہیں۔ اسلام کے علاوہ کسی باطل نظام سے صلح نہیں کر سکتے۔

بشکریہ: جنگ گروپ تحریر: قاری محمد عثمان

قارئین!

مفتی صاحب نے اپنی زندگی کا نصب العین پاکستان میں نظامِ عدل کے قیام کو قرار دیا تھا۔ کہ یا تو نظام عدل حاصل کر کے رہیں گے اور یا پھر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں گے۔ درمیان والا راستہ (باطل کیساتھ مصالحت کی راہ کو) مفتی صاحب نے کالعدم قرار دیا تھا۔

کہ اسلامی نظام کا قیام نہ ہو، اور وہ زندہ سلامت زندگی گوارا کرے، یا اسلام کے علاوہ کسی اور باطل نظام (جمہوریت) کیساتھ مل کر چلے۔

وارثان مفتی صاحب کے لئے اس تقریر میں عبرت کا بڑا سامان موجود ہے۔

"فاعتبروا يا أولي الأبصار"

اس عبارت سے میرا مقصود یہ ہے کہ مفتی صاحب نے بھی اپنا ذمہ فارغ کر کے اپنے پیرو کاروں کو انقلاب ہی کا راستہ بتا دیا تھا کہ اگر اسلامی نظام کا نفاذ نہ ہوا تو پھر اس انقلاب کو اختیار کرنا ہو گا جس میں جانوں کے نذرانے پیش ہوتے ہیں، اور وہ ہے جہادی سیاست نہ کہ جمہوری سیاست۔ کیونکہ جمہوری سیاست میں جانوں کے نذرانے نہیں بلکہ ایمان و غیرت کے جنازے نکالے جاتے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ. (رواه الترمذی)

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے لیے ایک وقت ایسا آئے گا کہ صبر واستقامت کے ساتھ دین پر قائم رہنے والا بندہ اس وقت اس آدمی کی مانند ہو گا جو ہاتھ میں جلتا ہوا انگارہ تھام لے۔ (جامع ترمذی)

ان سیاسی اور غیر سیاسی پارٹیوں اور بالخصوص PTM کے جلسے جلوسوں اور ان میں ان کی شعاروں اور مطالبات کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ یا تو حقیقتاً حقائق سے ناواقف ہیں یا تجاہل عارفانہ برت رہے ہیں۔ یہ لوگ پاکستان میں ہماری شہریت سے انکار کر کے معلوم نہیں کیا تاثر دینا چاہتے ہیں، کیونکہ بر سر عام یہ لوگ بالخصوص منظور صاحب یہ اعلان کرتے ہیں کہ دہشت گرد یعنی ٹی ٹی پی کو یہاں پاکستان میں نہ لایا جائے، اور بر ملا امن مذاکرات کی مخالفت کر کے بغیر مذاکرات کے امن کی ذمہ داری پاکستان کے سیکیورٹی اداروں کے اوپر ڈال رہے ہیں، جسکا صاف مطلب یہ ہے کہ قبائل کی آزاد حیثیت کو ختم کر کے قبائل کو جمہوری دائرے میں شامل کیا جائے، بہ الفاظ دیگر قبائل کی کلچر، تہذیب و تمدن، قبائل کی دینی غیرت و حمیت کو ختم کر کے ان کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر ان کی لگام مغرب کے ہاتھ میں دے دی جائے، تاکہ اس کا نتیجہ یہ نکل آئے کہ قبائل نے دین، ایمان، عزت و آبرو کے تحفظ کی خاطر سینکڑوں برس جو قربانیاں دی ہیں ان پر پانی پھر جائے، اور جو کام دشمن سے بے پناہ قربانیوں کے باوجود نہ ہو سکا وہ ہم کر کے دکھائیں، مگر یاد رکھنا! ہم کسی کو بھی ایسا کرنے نہیں دیں گے۔

منظور صاحب! حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے، کیونکہ موجودہ جنگ کی ابتداء میں آپ صاحب چھوٹے تھے، ایک دن میں اور آپ مشال ریڈیو کے ایک سپیس میں بات کر رہے تھے، میں نے کہا کہ آپ حضرات جنگ کی ابتداء میں یہ بات کرتے تو بہتر ہوتا، آپ نے کہا کہ میں اس وقت ۱۰ سال کا بچہ تھا، تو میرے پیارے! ۱۰ سال کا بچہ دوسروں ہی کی بولی بولے گا!

یہ آپ اور آپ جیسے دیگر حضرات جو ٹی ٹی پی کو دہشت گرد ثابت کر کے اس کو ملک بدر کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اور اپنے دین، عزت و ناموس کے دشمن کو دوست سمجھ کر اپنے اقدار کا محافظ بنانے کے درپے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ جنگ کے اہداف اور پس منظر میں آپ حضرات کو غلط فہمی ہوئی ہے، بس کسی دادا، دادی نے منگھڑت کہانی بنا کر سنائی ہے۔ اور یہ ہمارا تجربہ ہے کہ جنگ کے دوران مشاہدہ انسان کی سوچ و فکر کے تابع ہوتا ہے، جس کو تیرے ذہن نے مجرم قرار دیا ہے وہ اگر مظلوم ہو کر بارود ہی میں کیوں نہ جل رہا ہو بس وہ تیرے نزدیک مجرم ہی متصور ہوگا۔ آپ کے جذبے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ٹی ٹی پی کے متعلق بھی کسی نے غلط پٹی پڑھائی ہے۔

منظور صاحب! اس جنگ کی ابتداء میں کوئی تنظیم وغیرہ نہیں تھی، سارا پاکستان ٹی ٹی پی تھا، پورا پاکستان "امارت اسلامی زندہ باد اور امریکہ مردہ باد" کے نعروں سے گونج رہا تھا۔ پاکستان کا بوڑھا، جوان، مرد، عورت سب فدائی بنے ہوئے تھے۔ مذہبی پارٹیاں تو اللہ تعالی کی محبت اور دین کے دفاع میں اس قدر سرشار تھیں کہ سر اور بازوں پر پٹیاں باندھ کر خود کو ایسے زمین پر پٹختے تھے کہ خدا کی پناہ، لہٰذا ہم بھی سب اسی کاروان شامل ہوئے۔ بس علماء کی نگرانی میں امارت اسلامیہ سے دفاع کی خاطر امریکہ کے خلاف اجتماعی جہاد کا سلسلہ شروع ہوا، مگر جیسے ہی زرخرید غلام نے آقا کی طرف سے دیئے گئے ٹاسک اور ہدف پر کام شروع کیا، اور وہ ہدف پختون قوم اور بالخصوص قبائل کی آزاد حیثیت کو ختم کر کے ان کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا اور عمومی طور پر پورے پاکستان میں مذہبی رجحان کو ختم کرنا تھا، جس کے نتیجے میں مار پیٹ، پکڑ دھکڑ اور آپریشنوں کا سلسلہ شروع ہوا پھر تو ہر کسی کی سانس کی نالی میں ہڈی پھنس گئی، علاوہ چند کے تمام مذہبی رہنماؤں کا مذہبی جنون ٹھنڈا پڑ گیا، اور شومی قسمت کہ اس خالص نظریاتی جنگ نے سیاسی جنگ کا روپ دھار لیا۔

پشتین صاحب! اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ اس کرائے کے قاتل اور ضمیر فروش جرنیلوں نے امریکہ کی ایماء پر آپ کی آزادی کو سلب کرنا تھا، آپ کی جان مال، عزت و آبرو کا ستیاناس کرنا تھا، آپ کی عزت و ناموس کیساتھ انہوں نے کھیلنا ہی تھا کیونکہ امریکہ کی طرف سے ان کو یہ ٹاسک دیا گیا تھا، لہٰذا انہوں نے

ہر حال میں اس ٹاسک کو پورا کرنا تھا،اب ہوا یہ کہ آپ سمیت تمام اللہ کے نام مرنے والوں نے اپنی عزت وناموس سے دفاع کی بجائے اپناسب کچھ دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ کر فرار کا راستہ اختیار کیا،بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اکثر سردار قسم کے لوگوں نے میر جعفر اور میر صادق کا رول ادا کرنا شروع کیا۔یہی ٹی ٹی پی اس وقت ان جابر حکمرانوں اور جرنیلوں کے خلاف منظم ہوئی،اور ان سے اپنے دین ایمان اور دیگر اقدار سے تحفظ کی خاطر مقدس جہاد شروع کیا،اور جہاد کی مشروعیت کافتویٰ پاکستان کے پانچ سو جید علماء نے دیا،اور ٹی ٹی پی نے جہاد کا رخ افغانستان سے پاکستان کی طرف پھیر دیا،آپ حضرات پر خوف کا ایسا غلبہ ہوا کہ اللہ کے نام مرنے کو بھی دہشت گردی سمجھنے لگے،اور بفضل اللہ ٹی ٹی پی کے ہوش وحواس اپنی جگہ بر قرار رہے اور اس کرائے کے قاتل کو ایسا سبق پڑھایا اور پڑھا رہی ہے کہ رہتی دنیا تک یاد رکھے گا۔

پشتین صاحب!بات سمجھ میں آئی ہوگی کہ پاکستان میں دہشت گردی کے نام جو کچھ ہو رہا ہے یہ ٹی ٹی پی کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ جرنیلوں کو امریکہ کی طرف سے دئے گئے ٹاسک کی وجہ سے ہو رہا ہے،ہاں ٹی ٹی پی ان ضمیر فروش جرنیلوں کی راہ میں ایک حائل ہے،جس کی وجہ سے حقیقت سے ناواقف لوگ بدامنی کی نسبت ٹی،پی کی طرف کرتے ہیں۔

ایک اہم نکتے کو پشتین سمیت تمام سیاسی اور غیر سیاسی پارٹیاں سمجھنے کی کوشش کرو،کہ خدا کی قسم اگر امریکہ کو اس بات کا علم ہوتا کہ یہ قبائل بخوشی اپنی آزادی کو ختم کر کے جمہوری دائرے میں شامل ہوتے ہیں،اپنے کلچر،تہذیب وتمدن کو بخوشی خیرباد کہتے ہیں،اور یہ اپنی ماؤں بہنوں کے سروں سے دوپٹے اتار کر جلسے جلوسوں کی زینت بنانے کیلئے بے تاب ہیں تو یہ کبھی بھی یہ جنگ وجدل کی پالیسی اختیار نہ کرتا،اور قبائل میں ایک پٹاخہ تک بھی نہ پھٹتا،یہی تو ہمارے اور فوج کے درمیان لڑنے کا نکتہ ہے کہ ہم لوگ ان کو ایسا نہیں کرنے دیتے ہیں،اب سمجھنے کی بات یہ ہے کہ وہ ہدف جس کو حاصل کرنے کیلئے فوج نے ۲۰ سال لڑائی لڑی ،اور ہم بے پناہ قربانیاں دیکر اس کی راہ میں رکاوٹ بنے رہے ہیں اور اس زر خرید غلام کو امریکہ کیلئے یہ خدمت نہیں کرنے دیتے ہیں،بیچ میں پورے پاکستان بالخصوص پختون اور قبائل کے گھربار،بیوی بچوں،مال ودولت کا صفایا ہوا،وہ ہدف تم لوگ دشمن کے لئے حاصل کرنے پر تلے ہوئے ہو،آپ لوگوں کا یہ مطالبہ کہ قبائل کے پی کے میں ضم ہوجائے اور مجاہدین دہشت گرد ہیں ان کو پاکستان سے میں نہ آنے دیا جائے بس یہی یہود کی منشا ہے جس کو پاکستانی فوج کے حوالے کیا گیا ہے،کیوں ؟اس باریکی کو سمجھنے کیلئے تاریخ کے اوراق گردانے پڑیں گے۔اور ہم نے ہر جگہ اس پر سیر حاصل بحث کی ہے،اور اس سوال کا حق ادا کیا ہے۔

آخر میں پشتین صاحب کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ پختون کے کلچر پر داغ مت لگاؤ،اپنے آباء واجداد کی تاریخ کو مغربی تاریخ میں مت رنگو،ہمارا کام دشمن کے ہاتھوں گھروں سے نکلی ہوئی ماؤں بہنوں اور ان کے سروں سے اترے ہوئے دوپٹوں کو ان کے سر پر رکھ کر باعزت طریقے سے اپنے گھروں میں واپس داخل کرنا ہے نہ کہ گھروں میں مستور عورتوں کو گھر سے نکال کر رونقِ محفل بنانا،جس عفت کی خاطر لوگ مرتے ہیں خود اس عفت کا سوداگر بننا معلوم نہیں قوم کی کونسی خدمت ہے؟

لہٰذا دین اسلام،قوم ملک،عزت وناموس کے دشمن کو اپنا محافظ سمجھنا اور اپنے دینی اور دنیوی اقدار کی خاطر جان کی بازی لگانے والے کو دہشت گرد سمجھ کر اس کو ملک بدر کرنے کیلئے کوشش کرنا،آ بیل مجھے مار ُکے مترادف ثابت ہوگا۔

خدارا!پیٹھ پیچھو آسمان سر پر اُٹھانے کی بجائے سامنے بیٹھ کر اپنے تحفظات دور کرو،اگر آپ ایک جرنیل سامنے بیٹھ سکتے ہو تو اپنوں کے سامنے کیوں نہیں بیٹھ سکتے،ورنہ پھر پیٹھ پیچھو دہشت گردی کے الزامات لگانے کا حق بھی ہر گز نہیں۔

میرے خیال میں ہمارے لئے ایک دوسرے کی دشمنی مول لینے سے بہتر یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں،اور مل کر اپنے مشترکہ دشمن کو سیاسی اور عسکری طور پر شکست دیں۔

وزیر فلاح و بہبود و رکن رہبری شوریٰ تحریک طالبان پاکستان
مفتی ابوہریرہ حفظہ اللہ کے ساتھ خصوصی انٹرویو!

ٹیم مجلہ طالبان: محترم مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے خیریت سے ہوں گے، اللہ خوش و خرم رکھے۔ سب سے پہلے ہمارے قارئین کے سامنے اپنا اور اپنے شعبے کا تعارف کروائیں۔

مفتی ابوہریرہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: ٹیم مجلہ طالبان کا شکریہ کہ مجلہ طالبان کے شمارے میں ہمارے شعبہ کو جگہ دی۔ بندہ عاجز کا تعارف تو یہ ہے کہ نام مفتی ابوہریرہ سکنہ ولایت پشاور کے مہمند ایجنسی کی تحصیل انبار سے ہے۔ دینی علوم میں درس نظامی سے فارغ التحصیل ہوں اور علم فقہ میں تخصص کیا ہے۔ عصری علوم میں میٹرک تک تعلیم حاصل کی، جبکہ ایک ماہر قاضی صاحب سے قضاء شرعی کا کورس بھی کیا ہے۔ ۲۰۰۱ء سے جہادی میدان میں ہوں، ۲۰۰۷ء میں تحریک طالبان پاکستان کا حصہ بنا اور الحمد للہ اب تک مختلف شعبہ ہائے تحریک میں کام کیا۔ اللہ قبول فرمائے۔ آمین

ٹیم مجلہ طالبان: اپنے شعبے کے ڈھانچے اور کام کرنے کے طریقۂ کار سے آگاہ کریں۔

مفتی ابوہریرہ: فلاحی ادارے کا تحریک کی سطح پر ایک عمومی مسؤل ہوتا ہے جس کی تقرری، عزل و نصب تحریک کے امیر اور رہبری شوریٰ کی صلاحیت ہے، اس کو وزیر برائے فلاح و بہبود جاتا ہے۔ پھر ہر ولایت کی سطح پر اس ادارے کے لئے ایک مسؤل ہوتا ہے جس کو رئیس فلاحی امور کہا جاتا ہے، اس کی تقرری وزیر کی سفارش پر رہبری شوریٰ کی صلاحیت ہوتی ہے۔ ولایت میں جتنی تحصیلیں ہوتی ہیں ہر ایک کیلئے فلاحی ادارے کا ایک ایک مسؤل ہوتا ہے جس کی تقرری وزیر فلاح و بہبود اور ولایت کے فلاحی رئیس کی مشاورت سے کی جاتی ہے۔ ہر ولایت میں وزارت فلاح و بہبود کا ایک اداری یعنی ناظم بھی ہوتا ہے جو آمدن و خرچ کی تفصیلات کو باریکی کے ساتھ مخصوص رجسٹر میں درج کرتا ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: آپ کی آمدنی کا دارومدار کس پر ہے؟

مفتی ابوہریرہ: پہلے بتایا کہ دراصل یہ ایک فلاحی رفاہی ادارہ ہے جس کے کارکنان و مسؤلین ہمہ وقت ایسے افراد اور منابع کی تلاش میں رہتے ہیں جس سے آمدن کے حصول کے امکانات ہوں، مطلب یہ ہے کہ ادارے کے تمام افراد چندہ، صدقات اور عشر و زکوٰۃ وغیرہ کے حصول میں ہر جائز طریقہ استعمال کر کے مال جمع کرتے ہیں اور پھر ماہانہ کے حساب سے بیواؤں، یتیموں، مسکینوں، معذوروں، کو دیتے ہیں اور زخمیوں کا علاج معالجہ کرتے ہیں۔ ہر ماہ کے اختتام پر ادارے کا ناظم خرچ کی تفصیل لکھ کر اپنے پاس محفوظ کرتا ہے اور ایک کاپی وزیر ادارہ کو بھیجتا ہے۔ اسی طرح ہر مہینے کے آمد و خرچ اور مریضوں کے علاج و معالجے کے خرچ سے مافوق مقام آسانی کے ساتھ باخبر رہتا ہے۔ کوئی معلوم اور متعین افراد اور منابع نہیں ہیں کہ ان سے ماہانہ آمدنی حاصل ہو بلکہ تمام مسلمانوں اور مخیر صاحبان سے جو ہاتھ آیا، وہی ادارے پر خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ ایسا کوئی صاحب قسمت و نصیب پیدا ہو جائے کہ ادارے کی ضروریات کو پوری کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

ٹیم مجلہ طالبان: تنظیم یعنی تحریک طالبان پاکستان اور عوام، کیا آپ دونوں سے ہی تعاون لیتے ہیں؟

مفتی ابوہریرہ: جی ہاں! ہم دونوں سے ہی تعاون لیتے ہیں۔

ٹیم مجلہ طالبان: کیا آپ اپنے ماتحت معیوبین، زخمیوں اور بیواؤں وغیرہ کی تعداد بتا سکتے ہیں؟

مفتی ابوہریرہ: جی بلکل! ہمارے ماتحت ولایتِ ملاکنڈ میں ۳۸۰۰، ولایت ڈی آئی خان میں ۳۳۱۰، ولایتِ پشاور میں ۵۷۸، ولایتِ بنوں میں ۵۳۹، ولایتِ کوہاٹ میں ۲۰۴، ولایتِ مردان میں ۱۹۰ اور ولایتِ ژوب میں ۴۴ تیامیٰ، معیوبین، زخمی، اور بیوائیں ہیں۔ جن کی کُل تعداد ۸۵۶۵ بنتی ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: ان کے ساتھ تعاون کس تناسب سے کرتے ہیں آپ؟

مفتی ابوہریرہ: ماہانہ کے اعتبار سے ہر بیوہ، یتیم اور مسکین وغیرہ کے ساتھ تعاون کیا جاتا ہے۔ ایمرجنسی کی حالت میں کبھی مثلاً کوئی سخت مریض پیش آیا، کوئی زخمی ہوا یا خوشی کے مواقع جیسے عید الفطر، عید الاضحی

اور رمضان المبارک پر بھی ان کے ساتھ تعاون ہوتا ہے۔ نقد بھی دیتے ہیں اور تحفہ تحائف اور ضروریات کے مطابق پوشاک، بیزار اور خوراک کی صورت میں بھی تعاون کرتے ہیں۔

ٹیم مجلہ طالبان: یتیموں کی تعلیم و تربیت بھی کیا آپ ہی کے ذمے ہے یا اس کیلئے تحریک طالبان پاکستان کی طرف سے کوئی اور ترتیب ہے؟

مفتی ابوہریرہ: ہاں! یتیموں کی تعلیم و تربیت بھی اس ادارے کے ذمے ہے اور بہت سارے یتیموں کو تحریک کے مدارس کے علاوہ دوسرے مدارس میں داخلہ فیس اور ماہانہ فیس بھی ادارہ ادا کرتا ہے اور یہ ان لوگوں کے لئے صدقہ جاریہ ہے جو ہمارے اس ادارے کے ساتھ مدد و نصرت اور تعاون کرتے ہیں۔

ٹیم مجلہ طالبان: اس مسئولیت کے علاوہ کیا آپ دیگر شعبہ جات میں بھی خدمات انجام دے رہے ہیں؟

مفتی ابوہریرہ: بندہ ناچیز پُر از تقصیر کیا ہے، مگر اللہ کا فضل و کرم اور بڑوں کی شفقت و مہربانی ہے کہ اس ناچیز سے تحریک کے دیگر شعبہ جات میں بھی خدمت لے رہے ہیں۔ اس مسئولیت کے علاوہ تحریک کی رہبری شوریٰ کا رکن اور تحریک کے مرکزی دارالافتاء کا عضو ہوں۔ تحریک کی طرف سے حکومت پاکستان کے ساتھ مذاکراتی کمیٹی میں بھی رکن رہا۔ اس کے علاوہ تحریک کے اندر قرضوں کی تحقیقات کے لئے جو وفد تشکیل دیا گیا ہے اس کی مسئولیت بھی اس بندہ ناچیز کے سر پر ہے اور کوہاٹ اور بنوں ولایتوں کے احتساب لینے کے لیے بنائی گئی ٹیم کی ذمہ داری بھی ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: مجلہ طالبان کے قارئین کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

مفتی ابوہریرہ: مجلہ طالبان کے قارئین کو میرا پیغام ہے کہ:

۱. مجلہ طالبان کے ہر شمارہ کا مطالعہ کریں، کوئی مضمون یا قسط نہ چھوٹنے پائے۔
۲. صرف معلومات کی حد تک مجلہ کا مطالعہ نہ کریں بلکہ عمل کی کوشش بھی کریں۔
۳. صرف مجلہ کے مطالعے کو مکمل جہاد نہ سمجھیں، بلکہ عملی میدان میں حصہ لینے کی کوشش کریں۔
۴. جہاں تک ممکن ہو ہر راستے سے مجلہ طالبان کی تشہیر و تذکیر کریں۔
۵. مجلہ طالبان کیلئے پاکستان پر قابض ٹولہ یعنی فوج، پولیس، ایجنسی اور حکمران طبقہ کی اسلام دشمنی ظاہر کرنے کے لئے مضامین لکھیں۔
۶. تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کے ساتھ مالی تعاون کریں۔
۷. مجلہ طالبان کیلئے پاکستان کے موجودہ جمہوری نظام کے خلاف قلم اٹھائیں۔
۸. دجالی فتنوں سے اپنے آپ کو بچائیں اور مسنون اذکار کی پابندی کریں۔
۹. سوشل میڈیا پر بیہودہ اور بے حیائی اور فحش ویڈیوز اور تصاویر نہ اپلوڈ کریں اور نہ ایسے گروپس جوائن کریں۔
۱۰. تقویٰ کا اہتمام کر کے صبر کے ساتھ مجاہدین کی رہائی اور کامیابی کیلئے دعاؤں کا اہتمام کریں۔

ٹیم مجلہ طالبان: مجاہدین کو کیا پیغام دیں گے؟

مفتی ابوہریرہ: مجاہدین کو میرا یہ پیغام ہے کہ:

۱. خلوص کے ساتھ جہاد کریں۔
۲. اس پر فتن دور میں ہجرت کرنے پر فخر کریں۔
۳. ہجرت کی راہ میں مصائب و مشکلات اور تکالیف پر صبر کریں۔
۴. اللہ تعالی کے اوامر پر عمل کریں اور گناہوں سے اجتناب کا التزام کریں۔
۵. جائز امور میں اپنے امراء کی اطاعت کریں اور ان کی اطاعت کو دنیا و آخرت میں کامیابی کی کلید سمجھیں۔
۶. اپنی قیادت پر اعتماد کریں۔
۷. غیبت سے عموما اور مجاہدین بھائیوں کی غیبت سے خصوصی طور پر پرہیز کریں۔
۸. اپنی خواہشات کو دبا کر جہاد کریں اور بے جا کفر و ارتداد کے فتوے لگانے سے اپنے آپ کو بچائیں۔
۹. مالی اور دیگر بدعنوانیوں سے خود کو خصوصی طور پر بچائیں۔
۱۰. تمام مسلمانوں کی مالی و جانی عزت و آبرو کی حفاظت اپنے اہم اہداف میں رکھیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

کارگزاری وزارت اطلاعات و عمر میڈیا، سال 2022ء

سال ۲۰۲۲ء تحریک طالبان پاکستان کیلئے کئی وجوہات کی بنا پر مصروف ترین سال رہا۔ وزارت دفاع سے لیکر وزارت فلاح و بہبود تک تمام وزارتوں نے اپنے اپنے مواقع پر خوب کام کیا۔ اسی طرح وزارت اطلاعات اور اس کے ماتحت عمر میڈیا نے بھی مصروف ترین سال گزارا۔

وزارت اطلاعات تحریک طالبان پاکستان نے اس سال ۷۰ اعلامیے جاری کیے، جن میں ملک کی حالیہ صورتحال، مذاکرات، سیاسی ہلچل، اقتصادیات، حادثات اور ملک کی داخلہ و خارجہ پالیسیوں پر بات چیت کی گئی اور مختلف مواقع پر فوج و حکومت کو جوابات بھی دیئے۔ جس سے دشمن کو بحمد اللہ کافی سیاسی و عسکری نقصان پہنچا۔

اس سال عمر میڈیا پر ۲۶ ویڈیوز جاری ہوئیں۔ جن میں سلسلہ ابطالِ امت، تیار ہیں ہم، معرکے ہیں تیز تر، میں جہاد کا مسافر، دعوتِ جہاد، زیر نظر، کفالۃ الیتیم اور نہ جانے کب میرے بستی کے لوگ جاگیں گے میں سے ہر ایک کی ایک سے تین اقساط نشر ہوئیں، سابقہ سلسلے اس کے علاوہ ہیں۔ مزید برآں ویڈیو پیغامات اور نظمیں بھی شائع کی گئیں۔

مجلہ طالبان کے دو شمارے اور عمر ریڈیو پر پروگرام پاسون کی ۱۰ اقساط بھی نشر کی گئیں۔

تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کی کارروائیوں کی ماہانہ و سالانہ رپورٹس بھی مفصل انفوگرافکس اور ویڈیوز کی صورت میں نشر کی گئیں۔

یہ سال اس لحاظ سے بھی دوسرے سالوں سے ممتاز تھا کہ اس سال سو سے زائد سوشل میڈیا صارفین نے اپنی وسعت کے مطابق مختلف سوشل میڈیا ایپس پر کھل کر تحریک طالبان پاکستان کا موقف دنیا کے سامنے پیش کیا، جس نے تحریک کی مثبت اور حقیقی تصویر پیش کرنے میں کافی مدد کی۔

امید ہے کہ اگلے سال مزید ترقی ہوگی۔ ان شاء اللہ العزیز۔

گزشتہ تین سالوں کے دوران تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے کُل ۸۲۶ عملیات کیے۔

مجاہدین نے چاروں صوبوں کے ۳۰ سے زائد اضلاع میں ہونے والے ان حملوں میں ۲۴۰۰ سے زائد فوجی، ایف سی، پولیس، ایم آئی، آئی ایس آئی اور امن کمیٹی کے اہلکاروں کو ہلاک و زخمی کیا۔

دشمن کی ۱۵۰ سے زائد گاڑیاں اور ۵۰ سے زائد تعمیرات تباہ ہوئیں، جبکہ ۵۰ سے زائد اہلکار گرفتار ہوئے۔ مجاہدین کو سو سے زائد مختلف النوع اسلحہ بھی غنیمت کے طور پر حاصل ہوا۔

ان تینوں سالوں کے دوران مجاہدین نے حتی الوسع کوشش کی کہ ایک بھی عام شخص یا تعمیر وغیرہ کو نقصان نہ پہنچے اور للہ الحمد اس میں کامیاب بھی رہے۔

سب سے زیادہ کارروائیاں بالترتیب شمالی وزیرستان، جنوبی وزیرستان، ڈیرہ اسماعیل خان اور باجوڑ ایجنسی میں ہوئیں۔ اسلام آباد، کراچی، لاہور، کوئٹہ، راولپنڈی اور پشاور کے بعض ٹارگٹڈ اور استشہادی حملے قابل ذکر رہے جس نے دشمن کو انگشت بدندان کر دیا۔

اعلان

مجلہ طالبان کے تمام قارئین کو خبردار کیا جاتا ہے کہ اب کے بعد مجلہ طالبان کے شمارے ماہانہ آئیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز۔
مجلے میں حالات حاضرہ سے متعلق چند مضامین، انٹرویوز اور کارروائیوں کی رپورٹس ہوں گی۔ شکریہ۔

اسلام صرف عبادات کا نام نہیں!

اسلام صرف عبادات کا نام نہیں بلکہ وہ تمام مذہبی، تمدنی، اخلاقی اور سیاسی ضرورتوں کے متعلق ایک کامل اور مکمل نظام رکھتا ہے۔ جو لوگ موجودہ زمانے کی کشمکش میں حصہ لینے سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور صرف حجروں میں بیٹھے رہنے کو اسلامی فرائض کی ادائیگی کے کئے کافی سمجھتے ہیں وہ اسلام کے پاک و صاف دامن پر ایک بد نما داغ لگاتے ہیں۔

بہت سے نیک بندے ہیں جن کے چہروں پر نماز کا نور اور ذکر اللہ کی روشنی جھلک رہی ہے لیکن جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدارا جلد اٹھو اور اس امت مرحومہ کو کفار کے نرغے سے بچاؤ تو ان کے دلوں پر خوف وہراس طاری ہو جاتا ہے۔ خدا کا نہیں، بلکہ چند ناپاک ہستیوں کا، اور ان کے سامان حرب وضرب کا خوف طاری ہو جاتا ہے۔

مردِ مجاہد، اسیرِ مالٹا شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ